غزل

کبھی عشاق کو عالم بدر کرنے کی خواہش ہے
کبھی طلبی حضور ناز میں بہر نوازش ہے
کبھی اغماض میں پرسش ہمارے حال دل کی ہے
کبھی اعراض میں حسن طلب کی آزمائش ہے
سر محفل کبھی تعریف سے ناراض ہوتا ہے
کبھی مرغوب خلوت میں مرا طرز ستائش ہے
کبھی اہل جنوں بھی یار اس محفل میں پاتے تھے
مگر اب گرد ان کے حلقۂ ارباب دانش ہے
غزل میں درد دل چھپنا تو کیا ، ڈھل کر نکلتا ہے
ہمارا اہتمام پردگی رہن نمائش ہے
ترے جلوے ہیں سب اسلوب و فن کا محور و مرکز
زمانوں سے بیان و استعارہ محو گردش ہے
غبار عاشقاں ہے ربط خاک و باد سے پیدا
سرشک چشم و سوزدل وصال آب و آتش ہے
ترے جلووں سے ہے جو صوفیوں میں جذب و سرمستی
وہی آزادگاں میں ہاؤ ہو و رنگ و رامش ہے
کئی دن سے ہے اب موقوف طعن و تیز گفتاری
مجھے لگتا ہے عابد ۔ آپ سے کچھ ان کو رنجش ہے

پروفیسر عابد صدیق